# زندگی میں تقسیمِ جائیداد

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

۱ زید کی عمر ستر سال ہے اور اس کی اولاد اس بات کا مطالبہ کر رہی ہے کہ ہمیں جائیداد میں سے ہمارا حصہ ابھی دیدو، تو کیا شرعاً اولاد اپنے والد کی زندگی میں حصہ میراث مانگنے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟

۲ والد اگر اپنی زندگی میں کسی ایک بیٹے یا بیٹی کو مال دیدے اور بقیہ کو نہ دے یا بعض کو زیادہ اور بعض کو کم دیدے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟

۳ اگر کوئی شخص زندگی ہی میں اپنی جائیداد تقسیم کرنا چاہے تو اس کا شرعی طریقہ کار کیا ہے؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

محمد ارشد سائیٹ ایریا حیدرآباد

## الجواب باسم ملہم الصواب

۱.......زندگی میں جس شخص کی ملکیت میں جو کچھ مال وجائیداد ہو وہ شخص اپنی حیات میں خود تنہا اس کا مالک ومختار ہوتا ہے اور صحت والی زندگی میں (مرض الموت سے قبل) اپنی ملکیت میں جو تصرف کرنا چاہے کر سکتا ہے نیز اس کی زندگی میں کسی وارث (اولاد، والدین، بیوی وغیرہ) کو اس کے مال وجائیداد سے وراثت کا حصہ مانگنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ شرعاً کسی بھی شخص کے مال میں میراث کے احکام اس کے انتقال کے بعد جاری ہوتے ہیں، اس سے قبل میراث کا حکم ثابت نہیں ہوتا لہٰذا زندگی میں ہر شخص اپنے مال کا خود مالک ومختار ہے اس کے ورثاء کا اس میں کوئی حق نہیں۔ ان کی طرف سے اس کی تقسیم کا مطالبہ کرنا بھی درست نہیں اور نہ اولاد کے مطالبہ پر ان کو حصہ دینا والد پر لازم ہے۔

۲.......زندگی میں والد اپنی اولاد کو جو کچھ مال دیتا ہے یا جائیداد تقسیم کرتا ہے، یہ بٹوارہ تقسیم میراث کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ شرعاً اس کی حیثیت ہبہ (گفٹ) کی ہوتی ہے یعنی یہ والد کی طرف سے اولاد کے لیے گفٹ ہوتا ہے اور اپنا مال ہبہ کرنے میں انسان کو مکمل اختیار ہے چاہے تو سارا مال ہبہ کر ڈالے یا سب کا سب اپنے پاس ہی رکھے، اسی طرح جس کو جتنی مقدار دینا چاہے دے سکتا ہے۔ تاہم کسی ایک یا بعض ورثاء کو نقصان پہنچانے کی غرض سے تمام مال کسی ایک وارث کو دینا، یا کچھ کو دینا اور بقیہ کو محروم کرنا، یا شرعی عذر کے بغیر کم وبیش دینا گناہ ہے۔ اسلئے ہبہ دینے میں تمام اولاد کے درمیان برابری کرنی چاہئے ورنہ وہ شخص گنہگار ہوگا۔

صحیحین میں حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے کہ:

ان کے والد انہیں لیکر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اپنے اس لڑکے کو ایک غلام تحفہ کے طور پر دیا ہے، حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اپنے ہر بچہ کو ایسا ہی تحفہ دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کو بھی واپس لے لو۔ (بخاری: ۳۵۲/۱)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت نعمان بن بشیر ؓ کے والد سے فرمایا:

کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری اولاد نیکی اور احسان کرنے میں تمہارے ساتھ ایک جیسا سلوک کریں؟ انہوں نے کہا

کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم بھی اپنی اولاد کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرو۔ (مسلم: ۲/۳۷)

مسلم شریف ہی کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ:

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان برابری قائم کرو (حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ) اس پر میرے والد نے وہ ہدیہ مجھ سے واپس لے لیا۔ (مسلم: ۲/۳۷، نیز دیکھیے: ابوداؤد: ۲/۱۴۴)

ملا علی قاریؒ مذکورہ احادیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ہبہ دینے میں اولاد کے درمیان برابری کرنا مستحب ہے اسلئے بعض اولاد کو بعض پر فوقیت نہیں دینی چاہیے خواہ وہ مذکر اولاد ہو یا مؤنث۔ (مرقاۃ: ۶/۲۰۸)

یہ اور ان جیسی دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کے درمیان ہر معاملہ میں بالعموم اور عطیہ وغیرہ دینے میں بالخصوص برابری کرنی چاہیے لہٰذا افضل اور مستحب یہ ہے کہ تمام اولاد کو ہبہ دینے میں رقم انصاف کے ساتھ برابر برابر دی جائے البتہ اگر والد کسی معتبر وجہ کی بناء پر کم و بیش مال دے مثلاً کوئی بیٹا یا بیٹی دوسری اولاد کی بنسبت زیادہ ضرورتمند محتاج ہے یا اس نے والد کی خدمت بہت زیادہ کی ہے یا طلب علم و دیگر اعذار کی بناء پر وہ کسب معاش سے عاجز ہے تو اس کو زیادہ مال دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی لڑکا نافرمان اور فاسق ہے جو اپنا مال گناہ کے کاموں میں خرچ کرتا ہے تو اُسے کم دینا یا محروم کرنا بھی جائز ہے۔ (خلاصۃ الفتاویٰ: ۴/۴۰۰، الدر المختار: ۵/۶۹۶، فتاویٰ ہندیہ: ۴/۳۹۱)

۳ ........ اگر کوئی شخص اپنی زندگی ہی میں بذاتِ خود اپنا مال و جائیداد اولاد میں تقسیم کرنا چاہے تو شرعاً یہ بھی جائز ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ اوّلاً اپنی ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بقدرِ ضرورت مال اپنے پاس رکھ لے تاکہ باقی ماندہ زندگی عزت و راحت کے ساتھ بسر ہو سکے اور بعد میں اولاد کا محتاج نہ ہونا پڑے اور بقیہ مال بیٹوں و بیٹیوں میں برابر تقسیم کر دے یعنی لڑکے و لڑکیوں کو برابر حصہ دے۔ اگر زندگی میں مال تقسیم کرنے کی غرض اور مقصد یہ ہو کہ میرے بعد اولاد کے درمیان تقسیم میراث پر کوئی جھگڑا نہ ہو تو ایسی صورت میں شرعی حصوں کے مطابق بیٹے کو بیٹی سے دُگنا دینے کی بھی گنجائش ہے۔ اولاد کے ساتھ بیوی کو مقررہ اصول کے مطابق کل مال کا آٹھواں حصہ دے سکتے ہیں۔

واضح رہے کہ مذکورہ تقسیم بہر صورت چونکہ شرعاً ہبہ ہے اور ہبہ قبضہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا لہٰذا جس کو جو کچھ دینا ہو اسے اس کا مالک و قابض بنا کر دے صرف زبانی یا تحریری طور پر دینے پر اکتفاء نہ کرے کیونکہ مالکانہ قبضہ کے بغیر صرف زبانی یا تحریری طور پر دینے سے موہوب لہ (جسکو گفٹ دیا گیا ہے) اس گفٹ کا مالک نہیں بنے گا بلکہ ایسی صورت میں اس شخص کی وفات کے بعد وہ مال بھی دیگر اموال کی طرح اس کے تمام ورثاء میں حصہ میراث کے مطابق تقسیم ہوگا (تکملہ فتح الملہم: ۲/۷۵، الدر المختار: ۵/۶۸۸) ________ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد اصغر عفی عنہ

دار الافتاء دار العلوم مظاہر العلوم لطیف آباد نمبر ۹

۲۶-۶-۳۵ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد [illegible] غفرلہ

حضرت مفتی محمد امین صاحب مدظلہ